THE WORD OF TRUTH

By
Allama Abdul Haqq

کلامِ حق

مصنفہ

علامہ عبدالحق صاحب

پروفیسر نارتھ انڈیا تھیالوجیکل کالج

جسے

ایم ۔کے۔ خان۔ مہاں سنگھ باغ ۔لاہور

نے شائع کیا

1930
Urdu
August 9, 2006
www.muhammadanism.org

فہرستِ مضامین

کلامِ حق

تمہید

اہلِ اسلام کا یہ دعویٰ کہ" عیسائی انجیل میں آئے دن قطع وبرید اورکتربیونت کرتے ہیں اوریہ دراصل تحریف ہے" سراسر غلط اورنامعقول ہے، اس اعتراض کی نامعقولیت اس وقت تک برقراررہیگی جب تک کہ معترض یہ ثابت نہ کردے کہ فلاں شخص نے فلاں فلاں وقت میں کلام اللہ کے نسخوں میں تبدیل وتغیرکرکے اسے موجودہ صورت پر محرف کردیا۔ نیزیہ کہ ایسے اشخاص نے نہ صرف اپنے پاس کے نسخوں ہی کو بدل ڈالا بلکہ وہ کسی نامعلوم طورپر اورمعجزانہ صورت میں تمام دنیا کے نسخوں کوبھی یکدم بدل دینے میں کامیاب ہوگئے۔

مسیحی علماء نے (Textual Criticism) (یعنی تنقدِ متن) کی بناء پر انجیل کی صحت وصداقت کو اس درجہ تک اظہر من الشمس کردکھایا ہے کہ محققین کے لئے اس میں چوُن وچرا کی مطلق گنجائش نہیں رہی، علاوہ ازیں اُردو زبان میں بھی مسیحیوں کی طرف سے متعدد کتابوں اوررسالوں میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ان میں سے میزا ن الحق ،ہماری بائبل ومسلم علماء اعتراض المسلمین ،تصحیف التحریف وغیرہ وغیرہ مشہورہیں۔

دعوائے بادلیل :

سزاوار شنوائی کرتا ہے۔ اُن مسلمانوں کاجوانجیل کی تحریف کے مدعی ہیں،یہ فرض تھاکہ وہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں دلائل پیش کرتے مگریہ اُن سے آج تک نہیں ہوسکا مگرمتلاشیانِ حق کی خاطر ہم انجیل مقدس کے غیر محرف ہونے پر بھی مختصراً عرض کئے دیتے ہیں کہ نقلاً اورعقلاً یہ بات درست نہیں کہ دنیابھر کے مختلف مسیحی فرقے سب کے سب اکٹھے ہوکر انجیل میں روزمرہ " کتربیونت" کرتے رہیں اورمسیحیت کے کروڑوں کٹر مخالفوں کوکانوں کان خبر نہ ہو۔

عشرہ کاملہ

۱۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی شخص یا کوئی خاص گروہ کسی نامعلوم طورپر معجزانہ صورت میں دنیا بھر کے

انجیلی نسخوں میں کتربیونت کرسکتا ہے؟ اوراگراعلیٰ سبیل التنزیل یہ فرض کرلیا جائے توبتائیں کہ

۲۔ کب؟کس نے ؟ کس غرض سے ؟ اورکیا کیا کتربیونت کی؟ اوران سب نسخوں کو جودنیا بھر کے مسیحیوں اورغیر مسیحیوں کے پاس موجود تھے خاص خاص مقاموں کو بگاڑنے میں کیونکر کامیاب ہوگیا؟

۳۔ کیا خدائے قادروحکیم کےکلام میں تحریف اورتغیر ممکن ہے؟ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جوکلام اُس نے دنیا کی ہدایت وروشنی کے لئے بخشا وہی بگڑ کردنیا کی گمراہی اورتاریکی کے گڑھے میں دھکیلنے کا باعث ٹھہرے؟ اورجوکلام خدا تعالیٰ نے بدیں غرض عطا فرمایا کہ دنیا اُس کے وسیلے سے الہٰی مرضی اوراس کا علم وعرفان حاصل کرے وہ صرف تھوڑا سا عرصہ اس الہٰی مقصد کو پورا کرنے کے بعد اس الہٰی مقصد کے عین برعکس ظلمت وغوایت پھیلانے کے لئے تاابد شیطانِ لعین کاآلہ کاربنا ہے۔ اورجبکہ ایمانداروں اورخدا پرتوکل کرنے والوں پرجن کے لئے خدا کا کلام آیا اُن پر شیطان کا زور نہیں چلتا۔ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ۔ (ترجمہ) تحقیق شیطان ۔نہیں غلبہ واسطے اُس کے اُوپر اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے اوپر پروردگاراپنے کہ وہ توکل کرتے ہیں" (سورہ نحل رکوع ۱۳آیت ۹۹)۔ توخود خدا کے اپنے کلام پرکیونکرممکن ہے؟

۴۔ آپ کے قادیانی مسیح انبیاء کی بابت فرماتے ہیں کہ:

انبیاء کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی بلکہ وہ اسی طرح بکلی خدا کے تصرف میں ہوتے ہیں جس طرح ایک کل انسان کے تصرف میں ہوتی ہے۔ انبیاء نہیں بولتے جب تک خدا اُن کو نہ بلائے اورکوئی کام نہیں کرتے جب تک خدا اُن سے نہ کرائے ۔ جوکچھ وہ کہتے ہیں یا کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے احکام کے نیچے کہتے یاکرتے ہیں۔ اوران سے وہ طاقت سلب کی جاتی ہے جس سے خداتعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی انسان کرتا ہے۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مُردہ" انبیاء کے اقوال وافعال کو خداتعالیٰ اپنے اقوال وافعال ٹھہراتا ہے اور وہ اسی طرح پھرتے ہیں جس طرح وہ اُن کو پھراتا ہے ۔ اس کے ہاتھ میں ایسے بے اختیارہوتے ہیں جیسے

ایک مُردہ اوربکلی اُسی کے تصرف میں ہوتے ہیں ۔ ان کے پاس اپنے جذبات وخواہشات کچھ نہیں ہوتے۔ اورنہ ان کے حرکات اورکلام اورارادے اُن کے اپنے ہوتے ہیں"(منقول ازضربتہ عیسوی صفحہ ۷،۸)۔

جب آپ کا انبیاء کے بارے میں یہ ایمان ہے حالانکہ انبیاء فاعل بالا اختیارتھے اورخدا تعالیٰ کا کسی مخلوق کو فاعل مختاربناکر اس کے اختیارکو سلب کردینا اورزندگی بخش کر مُردہ کی مانند بے اختیارکرکے اپنے ہاتھ میں رکھنا اورآزاد شخصیت کرنے کے باوجود کل کی مانند بکلی اپنی مرضی سے پھرانا مستعد ۔ اورجب آپ اُنکی بابت ایسا اعتقاد رکھتے ہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ توخدا کے کلام کی بابت یہ کہنا کہ اس میں روز مرہ کتربیونت ہوتی رہتی ہے" کہاں کی ایماندارہے؟

۵۔ اگرخدا کا کلام بدل سکتا ہے توبائبل مقدس اورقرآن شریف کی ان آیات کا کیا مطلب ہوسکتا ہے؟

" ہاں گھاس مرجھاتی ہے پھول کملاتے ہیں پر ہمارے خدا کاکلام ابد تک قائم ہے"(یسعیاہ ۴۰: ۸)۔

" آسمان اورزمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نقطے کے مٹ جائے سے آسان ہے"(لوقا ۱۶: ۱۷)۔

" آسمان اورزمین ٹل جائینگے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی "(متی ۲۴: ۳۵)۔

" خدا کے کلام کے وسیلے جوزندہ اورقائم ہے۔ گھاس توسوکھ جاتی ہے اورپھول گرجاتا ہے۔ لیکن خداوند کا کلام ابد تک قائم رہیگا(۱پطرس ۱: ۲۳تا ۲۵)۔

" میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہے وہ مجھ پاس بے انجام نہ پھریگا بلکہ جوکچھ میری خواہش ہوگی وہ اسے پورا کریگا۔ اوراس کام میں جس کے لئے میں نے اُسے بھیجا ہے موثرہوگا"(یسعیاہ ۵۵: ۸تا ۱۱)۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلاً لاَّ مُبَدِّلِ لِكَلِمَاتِهِ (ترجمہ) پوری ہوئی بات رب تیرے کی راستی میں اورانصاف میں ۔ نہیں کوئی بدلنے والا اس بات کو" (انعام آیت ۱۱۵)۔

وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ(ترجمہ)پڑھ جوکچھ وحی کیا گیا ہے طرف تیری کتاب

پروردگار تیرے سے نہیں کوئی بدلنے والا اس کی باتوں"(سورہ کہیف آیت ۲۷)۔

وَلاَ مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّهِ (ترجمہ) اوراُنہیں کوئی بدلنے والا باتوں اس کی کو"(انعام آیت ۳۴)۔

لاَ تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّهِ(ترجمہ) نہیں بدلنا اللہ کے کلام کو"(سورہ یونس آیت ۶۴)۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ(ترجمہ) نہیں بدلی جاتی بات میرے پاس ۔ اورنہیں میں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے"(سورہ ق آیت ۲۹)۔

اوربخاری کے اس قول کا کیا مطلب ہے " لیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب اللہ"(ترجمہ) ایسا ان میں سے ایک بھی نہیں کہ اللہ کی کتابوں میں سے کسی کتاب کا کوئی لفظ بدل دے"(صحیح بخاری جلد ثانی صفحہ ۱۱۲۷ مطبوعہ گرزن گزٹ)۔

۶۔ اگریہ سچ ہے کہ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا (ترجمہ) " پس ہرگز نہ پائیگا تواللہ کی عادت کے واسطے بدل ڈالنا اورہرگز نہ پائیگا تواللہ کی عادت کے واسطے پھیردینا"(سورہ فاطر آیت ۴۳)۔توکتب مقدسہ کے بگڑجانے کے باوجود صرف قرآن شریف کے بارہ میں إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ(ترجمہ) اورتحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر اورہم ہیں واسطے اس کے نگہبان "(سورہ حجر آیت ۹)۔کے وعدہ کاکیا مطلب درحالیکہ اسی قرآن شریف میں کتب مقدس کو ذکر اوراہل کتاب کو اہل الذکرکیا گیا ہے؟ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پہلا کام کسی غیر اللہ سے کچھ عرصہ کے لئے عاریتاً لے لیا تھا اورنہ ممکن نہیں کہ اس کو اپنے پہلے کلام کے لئے اصلا غیرت نہ ہو۔ اوراس کی حفاظت سے بری الذمہ ٹھہرے۔

۷۔ اگرکتب مقدسہ بگڑی ہوئی فرض کرلی جائیں توقرآن شریف کے ان الفاظ کے کیا معنی ہونگے؟

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم (ترجمہ)" سچا کرنے والی اس چیز کے واسطے کہ ساتھ تمہارے ہے"(بقر رکوع ۵اورنساء رکوع ۷)۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ (ترجمہ)سچا کرنے والا اس کو جوساتھ ان کے ہے"(بقرہ رکوع ۱۱)۔

وَهَذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا(ترجمه) اوریه ہے کتاب سچا کرنے والی اس کو بولی عربی"(احقاف رکوع ۲)۔

مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (ترجمه) " سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے"(بقرہ رکوع ۱۲۔ العمران رکوع ۱۔ مائدہ رکوع ۷۔ فاطر، احقاف رکوع ۴)۔

مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ (ترجمه)سچا کرنے والی اس چیز کو کہ آگے اس کے ہے"(انعام رکوع ۱۱)۔

تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ (ترجمه)"سچا کرنے والا ہے اس کو کہ آگے اسکے ہے"(یونس رکوع ۴)۔

"مهيمنا عليه (ترجمه) نگہبان اوپر اُس کے"(المائدہ رکوع ۷)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ آمِنُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِيَ أَنزَلَ مِن قَبْلُ وَمَن(ترجمه) " یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اوراسکے رسول اوراس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اُتاری۔اوراس کتاب پر جواس سے پہلے اتاری (نساء رکوع ۲۰)۔

۸۔ اگرکتب مقدسه بگڑ چکی تھیں، اوراُن کے متعلق آنحضرت کا ایمان واعتقاد بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ قادیانی حضرات کا ہے توکیوں سارے قرآن شریف میں کسی اورجگہ بھی یہ آگاہی نہیں پائی جاتی کہ توریت وانجیل بگڑ چکی ہیں اورجس طرح پرقرآن شریف میں ان کتابوں کا نام بتاکربارباران پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا۔ اُن کوہدایت ونور کہا گیا اوران کی تصدیق کا دعویٰ کیا گیا ہے ۔ اسی طرح پر کیوں سارے قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی ان کا نام لیکر اُنہیں بتاگیاکہ فلاں فلاں کتاب بگڑ چکی ہے؟ کیا آپ کے نزدیک اُن پر ایمان لانے کے حکم کی تعمیل اسی طرح پرہوسکتی ہے کہ بجز عیب جوئی ونکتہ چینی کے راست نیتی سے اُن کی تلاوت کرنا گناہ سمجھیں؟ اوراُن کی تکذیب وتوہین میں ایڑی چوٹی کا زورلگاناہی سچے مومنین کا فرض اولین قراردیں؟ کہاں توکتب مقدسہ سابقہ پر ایمان لانے کا دعویٰ اورکہاں انہی کی شان میں پیٹ بھرکرکفرگوئی؟

ببیں تغاوت راہ ازکجا ست تابہ کجاست

۹۔ اگرکتب مقدسہ محرف ومبدل ہوچکی ہیں توقرآن شریف کی ذیل کی آیات سے کیا مراد ہوسکتی ہے؟

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيَ أَحْسَنَ وَتَفْصِيلاً لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُم بِلِقَاء رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ وَهَـذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ أَن تَقُولُواْ إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَآئِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ أَوْ تَقُولُواْ (ترجمہ)یعنی ہم نے موسیٰ کوکتاب دی نیکی والے پر پورا فضل اورہر شے کی تفصیل اورہدایت اوررحمت تاکہ اپنے رب کا ملنا مان لیں۔ اوریہ برکت کی کتاب ہم نے نازل کی پس اس پر چلو اوربچتے رہو تاکہ تم پر رحم ہو، اس واسطے کبھی کہو ہم سے پہلے صرف دوہی فرقوں پر کتاب اُتری تھی، اورہم کواُن کے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی"(انعام رکوع ۱۹۔ ۲۰)۔

وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً وَهَذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَى لِلْمُحْسِنِينَ(ترجمہ) یعنی اس سے پہلی موسیٰ کی کتاب امام اوررحمت ہے، اوریہ کتاب عربی زبان میں اسکی تصدیق کرنے والی ہے تاکہ گنہگاروں کو ڈرائے،اورنیکوکاروں کو خوشخبری دے"(احقاف رکوع ۲)۔

فَلَمَّا جَاءهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَى أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَى مِن قَبْلُ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَى مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (ترجمہ)یعنی پھر جب اُن کو ہمارے پاس سے حق پہنچا تو کہنے لگے کہ کیوں اس کو ویسا ہی نہ ملا جیسا موسیٰ کو ملا تھا؟ کیا پہلے موسیٰ کی کتاب سے منکر نہیں ہوچکے کہنے لگے یہ دونوکتابیں آپس میں موافق ہیں جادومیں اورکہنے لگے کہ ہم دونوں کو نہیں مانتے تو کہہ کہ اگرتم سچے ہو توان کتابوں سے بہتر سوجھانے والی کوئی کتاب اللہ کے ہاں سے لے آؤکہ میں اس پر چلوں"(قصص رکوع ۵)۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِندَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِن بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُوْلَـئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُواْ لِلَّذِينَ هَادُواْ وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُواْ مِن كِتَابِ اللّهِ وَكَانُواْ عَلَيْهِ شُهَدَاء "یعنی اورتجھ کو کس طرح منصف ٹھہراتے ہیں حالانکہ اُن کے پاس توریت موجود ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر بعد اسکے پھر جاتے ہیں اوروہ ماننے والے نہیں بیشک ہم ہی نے توریت اُتاری ہے جس میں ہدایت اورنور ہے۔

انبیاء جوحکمبردار تھے اوردرویش اوراحبار اسی پر یہود کوحکم کرتے اس لئے کہ اللہ کی کتاب پر نگہبان ٹھہرائے گئے اوراس کی خبرداری پرتھے (سورہ مائدہ رکوع ۶، ۷)۔

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فِيهِ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ یعنی چاہیے کہ اہل انجیل اسی پر حکم کریں جواللہ نے انجیل میں اتارا ہے جواللہ کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کرے وہی فاسق ہیں، اورہم نے حق کے ساتھ تجھ پر کتاب اُتاری جواگلی کتابوں کو تصدیق کرنے والی ہے اوران پر گواہ اور نگہبان ہے" (مائدہ رکوع ۷)۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّىَ تُقِيمُواْ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ یعنی اے اہل کتاب تم کچھ راہ پر نہیں جب تک تورات اورانجیل اوراس پر جوتمہارے رب سے تم پر اُترا نہ چلو" (مائدہ رکوع ۱۰)۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ یعنی تجھ پر حق کے ساتھ کتاب اُتاری جواگلی کتابوں کو تصدیق کرنے والی ہے اورسارے لوگوں کی ہدایت کےلئے تورات اورانجیل اُتاری اس سے پہلے اورانصاف اُتارا (سورہ آل عمران رکوع۱)۔

لَيْسُواْ سَوَاء مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللّهِ آنَاء اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُوْلَـئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ یعنی سب برابر نہیں ہیں اہل کتاب کا ایک فرقہ سیدھی راہ پر ہے جورات کے وقت اللہ کی آیتیں پڑھتے اوروہ سجدہ کرتے ہیں۔ وہ اللہ کو اورآخرت کے دن کو مانتے اورپسندیدہ بات کا حکم کرتے اورناپسند سے منع کرتے اورنیک کاموں پر دوڑتے ہیں، اوروہ نیک بخت ہیں (آل عمران رکوع ۱۲)۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُواْ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيهِم مِّن رَّبِّهِمْ لأكَلُواْ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ یعنی اگراہل کتاب تورات اورانجیل اوراُس پر جواُن کو اُن کے رب کی طرف سے اترا چلیں تواپنے اوپر سے اورپاؤں کے نیچے سے کھائیں اُن میں ایک فرقہ اعتدال پر ہے" (سورہ مائدہ رکوع ۹)۔

فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ یعنی اگرتم کومعلوم نہیں تواہل الزکر سے پوچھو"(نحل کروع ٦۔ انبیاء رکوع ١)۔

فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَؤُونَ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكَ یعنی اے محمد اگرتو اس چیز سے شک میں ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری تواُن سے پوچھ لے جوتجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں(یونس رکوع ١٠)۔

سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ "یعنی بنی اسرائیل سے پوچھ لے"(سورہ بقرہ رکوع ٢٦)۔

فسَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ یعنی بنی اسرائیل سے پوچھ لے(سورہ بنی اسرائیل رکوع ١٢)۔

١٠۔ اگرکتب مقدسہ بگڑچکی ہوں توکیوں آجتک جتنے بھی قرآن واسلام کے بہترین جاننے اورماننے والے ہوچکے ہیں سب کے سب ان میں لفظی تحریف کا انکارکرتے رہے اورکوئی بھی محقق وحق پسندمسلمان کبھی وثوق کے ساتھ لفظی تحریف کا قائل نہیں ہوا؟

حتیٰ کہ آپ کے قادیانی مسیح بھی جب تک بعض ذاتی اغراض کی بناء پرکتب مقدسہ واہل کتاب کی عداوت میں حد سے گزرچکے کتبِ مقدسہ کو قابل اعتباراورلفظی تحریف سے پاک ہی جانتے اورمانتے رہے۔ چنانچہ اُنہوں نے صاف لکھ دیا کہ:

"زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ ساری کتابیں محرف ومبدل ہیں بلاشبہ ان مقامات سے تحریف کا کچھ علاقہ نہیں اوردونوں یہود ونصاریٰ ان عبارتوں کی صحت کے قائل ہیں۔ اورپھرہمارے امام المحدثین حضرت اسماعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں"(ازالہ اوہام)۔

تلک عشرہ کاملہ

قرآن ومسئلہ تحریف

اگر بعض کوتاہ نظروں کی تقلید میں یہ کہیں کہ قرآن شریف میں یحرفون کا لفظ آیا ہے توجواب میں عرض ہے کہ:

اول تو یہ لفظ کُتُبِ مقدسہ کے کسی صحیفے کے بارے میں سارے قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی نہیں آیا۔

دوم۔ یہ لفظ نصاریٰ کے حق میں مطلق نہیں آیا۔

سوم۔ اس لفظ سے کُتُب مقدسہ کے محرف ہونے کا استنباط خود قرآن شریف کی تعلیم کے منافی ہے۔ جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں۔

چہارم۔ یہ لفظ سارے قرآن شریف میں چار دفعہ آیا ہے ۔ازاں جملہ مسیحیوں کے حق میں ایک دفعہ بھی نہیں آیا۔ اور یہودیوں کیلئے جو آیا ہے تو اس سے بھی ہرگز یہ مقصود نہیں کہ اُنہوں نے توریت مقدس کو بگاڑ ڈالا۔ اور جس قدر بھی متقدمین ومتاخرین میں سے اہل نظر وانصاف مسلمان مفسرین ہوئے ہیں ان میں سے کسی نے بھی کبھی وثوق کے ساتھ ان مقامات میں سے کسی کو تحریف تورات مقدس پر محمول نہیں کیا چنانچہ۔

(۱۔) پہلے مقام یعنی سورہ بقرہ رکوع ۹ کا تو تحریف کتاب مقدس کے ساتھ کچھ علاقہ ہی نہیں اور صاف لکھا ہے کہ " یسمعون کلام اللہ ثہ یحر فونہ من بعد ماعقلوہ یعنی اللہ کا کلام سنتے ہیں۔ پھر اس کو سمجھ کر بدل ڈالتے ہیں " جس سے ظاہر ہے کہ وہ تحریف زبانی تھی کتاب کی لکھی ہوئی عبارت کو بدل ڈالانا اس سے ہرگز مراد نہیں ہوسکتی۔

(۲۔) اور دوسرے مقام " من الذین ھادو یحرفون الکلم عن واصعہ" یعنی بعض لوگ جو یہودی ہیں بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ اس کی سے" (سورہ نساء رکوع ۷)۔

اس آیت کی تفسیر میں تئیں الکلام میں بحوالہ تفسیر کبیریوں منقول ہے:

" فان کیف یمکن ھذا فی الکتب الذی بلغت احادحروفہ وکلماتہ مبلغ التواتر المشھور فی الشرق والغرب قلنا لعلہٗ یقال مبلغ التواتر المشھور فی المشرق والغرب قلنا لعلہ یقال القول کانو قلیلین والعلماء بالکتاب کانو فی غایتہ القلتہ فقدروعلیٰ حذا التحریف الثانی ان المراد بالتحریف القاء الشبھتہ الباطلتہ والتا ویلات الفا سدہ وجر اللفظ من معناہ الحق الیٰ الباطل بوجوہ الحیل الفظیتہ کما یغعل اھل البدعتہ فی زماننا ھذا ایابالآیات المخالفتہ لمذ ھبھمہ ھذا وھوالا صحی" یعنی کہا گیا ہے کہ تحریف ایسی کتاب میں کس طرح ممکن ہے جس

کے سارے حروف اورکلمات تواتر کوپہنچ گئے ہیں اورشرق سے غرب تک مشہورہوگئے ہیں ؟ہم کہتے ہیں کہ شائد یوں کہا جاسکے کہ وہ لوگ تھوڑے تھے ۔ اورکتاب الہٰی کے علماء بہت کم تھے پس ایسی تحریف کرسکے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ تحریف سے مراد جھوٹے شبہوں کا ڈالنا اورحیلوں سے کھینچنا ہے جیسے کہ اس زمانہ میں لوگ اپنے مذہب کی مخالفت آیتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس کو سمجھو اوریہی مراد تحریف کی بہت صحیح ہے"۔

اوراس آیت کی بابت تفسیر حسینی میں یوں مرقوم ہے کہ" مراد ازتحریف لغت پیغمبر است یاتاویل کلمات تورات راہ بروفق رائے وطبع خودیا تغیر کلام پیغمبر یاکتان آیت رحم"(تفسیر حسینی صفحہ ۱۳۷)۔

۳۔ اورتیسرے مقام " یحرفون الکلم عن مواضعہ" یعنی بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ ان کی سے"(مائدہ رکوع ۳)۔ کی بابت تئین الکلام میں بحوالہ تفسیر کبیر یوں لکھاہے کہ" التحریف یحتمل التاویل الباطل ویحتمل تغیر اللفظ وقد بینا فیما تقدم ان الاول اولیٰ لا ان الکتاب المنقول بالتواتر بیناتی فیہ تغیر اللفظ" یعنی تحریف سے یاتو غلط تاویل مراد ہے یالفظ کا بدلنا مراد ہے۔ اورہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پہلی مراد بہتر ہے کیونکہ جو کتاب متواتر منقول ہواس میں تغیر لفظ کی نہیں ہوسکتی"۔

اوراسی کتاب میں بحوالہ دُررِ منشور اسی آیت کے متعلق یوں مرقوم ہے واخرج ابن جریرعن ابن عباس فی قولہ یحرفون الکلمہ من مواضعہ یعنی حدود اللہ فی التورات "یعنی ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جواللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ" اسکے یہ معنی ہیں کہ جوحدیں احکام کی اللہ تعالیٰ نے تورات میں مقرر کی ہیں ان کوتغیروتبدل کرتے ہیں"۔

اورتفسیر حسینی میں اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھاہے کہ کلمات تورات راماؤل میسا زندبتاویلات فاسدہ"(تفسیر حسینی صفحہ ۱۷۵)۔

۴۔ اورچوتھے مقام سورہ رکوع ۶ کے انہی الفاظ کی تفسیر کی آیت رجم کا انکار لکھا ہے(تفسیر حسینی صفحہ ۱۸۱۸)۔ جس کا پورا قصہ صحیح بخاری میں یوں مروی ہے۔

ان الیہود جاؤ الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم برجل وامرتہ زیبا فقال کیف تفعلون بمن زنی منکمہ تالو تحمہ ہاونصر بھما فقال لاتجدون فی التوارتہ الرجمہ فقالو نجد فیھا شیئاً فقال لھمہ عبداللہ بن سلام کذبتمہ فاتو بالتوارتہ فاتلو ھا ان کنتمہ صادقین فوضع مدرا سھا الذی یدرسھا کفہ اعلیٰ الیتہ الرجمہ فقال ماھذہ فلما راؤ ذالك قالوھی ایتہ الرجمہ۔ یعنی یہودی ایك مرد اورایك عورت کوآنحضرت کے پاس لائے کہ دونوں نے زنا کیا تھا۔ پس آنحضرت نے ان سے کہا کہ جوتم میں زنا کرے تم اس سے کیا کرتے ہو؟ یہودیوں نے جواب دیاکہ ہم اُن پروگرام پانی ڈالتے اوراُن کو مارتے ہیں۔ آنحضرت نے کہا کہ کیا تم تورات میں رجم نہیں پاتے ؟یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم اس میں کچھ نہیں پاتے۔ تب عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگرسچے ہوتوتورات لے آؤ اورپڑھو۔ پس اس کے پڑھنے والے نے آیت رجم نہ پڑھی۔ پھرعبداللہ بن سلام نے اس کاہاتھ آیت رجم پر سے کھینچا اور کہا یہ کیا ہے؟ جب اُنہوں نے دیکھا توقائل ہوئے کہ یہ آیت رجم ہے" (صحیح بخاری جلددوم مطبوعہ کرزن گزٹ صفحہ ۶۵۴)۔

اوراسی صحیح بخاری میں جسے آپ قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانتے ہیں "یحرفون" کی تفسیر میں یوں لکھا ہے: قال ابن عباس یحرفون یزیلون ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتُب اللہ کنتمہ یحرفونہ یتا ولونہ علیٰ غیر تاویلہ" یعنی ابن عباس نے کہا۔ یحرفون" سے مراد یزیلون ہے اورکوئی ایسا نہیں جواللہ کی کتابوں سے کسی کتاب کا لفظ بگاڑسکتے۔ لیکن وہ یوں تحریف کرتے کہ غلط تاویلیں کیا کرتے تھے" (صحیح بخاری صفحہ ۱۲۷)۔

اوراسی کتاب کے حاشیہ پر بحوالہ فتح الباری یوں لکھا ہے کہ" مراد البخاری بقولہ بتاولنہ انہم یحرفون المراد یغرب من التاویل کمالو کانت الکلمتہ بالعرانیتہ تحمل معنین قریب وبعید وکان المراد القرب فانہم یحملو نھا علیٰ البعید" یعنی قول " یتاولونہ" سے یہ مراد ہے کہ یہودی تاویلیں کرکے تحریف معنوی کیا کرتے تھے جیسے کہ اگر عبرانی کا کلمہ قریب وبعید دومعنوں کا احتمال رکھتااورمراد قریب سے ہوتی تووہ اسے بعید پر محمول کرتے"۔

اورخود قرآن شریف نے بھی یہودیوں کی تحریف کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔ کہ من الذین ھادو یحرفون الکلمہ عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع ورا عنالیاً بالسلھمہ وطعنا نی فی الذین ۔ یعنی یہودی کلموں کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اورنہ مانا اورسن نہ سنایا جائیو اورراعنا کا لفظ اپنی زبان کوپھیر کر اوردین میں عیب دے کر کہتے ہیں"(سورہ نساءرکوع ۹)۔

اورایک اورجگہ یعنی سورہ آل عمران میں یوں آیا ہے۔ ومنھمہ لفریقاً یقاتلون السنتھمہ بالکتاب نسجوہ من الکتاب وما ھومن الکتاب ویقولون علیٰ اللہ الکذب" یعنی ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو کتاب پڑھنے میں اپنی زبان پھیر لیتے ہیں اوروہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا کہا ہے اور وہ اللہ کا کہا نہیں اوراللہ پر جھوٹ بولتے ہیں"۔

سرسید مرحوم نے اپنی کتاب تبئین الکلام میں اسی موضوع پر مفصل بحث کرکے کتُب مقدسہ کا غیر محرف ہونا مبرہن کیا ہے ہم اس میں سے چند اقتباسات یہاں نقل کرتے ہیں۔

۱۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے" قد مسئل ابن تمیمہ عن ھذہ المسئلتہ فاجاب فی فتاواہ ان العلماء فی ھذا قولین احد ھما وقوع التبدیل فی الالفاظ ایضاً فا ینھما لا تبدیل الا فی المعنی واجتح للثانی " یعنی ابن تیمیہ سے تحریف کا مسئلہ پوچھا گیا۔ اُنہوں نے جواب دیاکہ علما کے اس میں دوقول ہیں۔ ایک یہ کہ تحریف لفظوں میں بھی ہوئی ہے۔ اوردوسرے یہ کہ صرف معنوں میں تبدیلی ہوئی ہے اوراس دوسری بات پر بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں"۔

۲۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں" وعندہ التمکلمین ممتنع لانھا کانا کتابین بلعنا فی الشہرہ والتواتر الیٰ حیث یتعذ ذآلک فیھا بل کانویکتمون التاویل" یعنی متکلمین کے نزدیک تورات وانجیل کی عبارتوں کا بدل ڈالنا ممتنع ہے ۔ کیونکہ وہ دونوں کتابیں نہایت مشہور ہوگئی اور تواتر کو پہنچی ہیں یہاں تک کہ ان کی عبارتوں کوبدلنا متعذرہوگیا ہے ۔ بلکہ وہ لوگ اپنے اصل مطلب کو چھپاتے تھے"۔

۳۔ تفسیر دُرمنشور میں لکھا ہے" واخرج ابن المنذرو ابن ابی حاتمہ من وھب ابن منبہ قال ان التوارت والانجیل کما انزلھما اللہ لمہ یغیر منھما حرف ولکنھمہ یغلون بالتحریف والتاویل والکتب کانو یکتبو نھا من عندانفسمہ ویقولون ھومن عنداللہ وما عنداللہ وماکتب اللہ فانما محفوظتہ لاتحول یعنی ابن منذراوربی حاتم نے وہب بن مغبہ سے روایت کی ہے کہ تورات وانجیل جس طرح کہ ان دونوں کو اللہ نے اُتارا تھا۔ اُسی طرح ہیں۔ ان میں کوئی حرف بدلا نہیں گیا۔ لیکن یہودی معنوں کے بدلنے اورغلط تاویل کرنے سے لوگوں کو بہکاتے تھے اورحالانکہ وہ کتابیں تھیں جن کو اُنہوں نے آپ لکھا تھا۔ اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اوروہ اللہ کی طرف سے نہ تھیں۔ مگرجواللہ کی طرف سےکتابیں تھیں وہ محفوظ تھیں ان میں کچھ بدلنا نہیں ہوا تھا"۔

۴۔ شاہ ولی اللہ صاحب فوزالکبیر فی اصول التفسیر میں لکھتے ہیں کہ "اما تحریف لفظ درترجمہ وامثال آں بکارمے بروند دراصل تورت ۔ پیش ایں فقیرچنیں محقق شد۔ وھوقول ابن عباس ۔ یعنی میرے نزدیک تحقیق یہی ہوا ہے کہ اہل کتاب تورات اوردیگر کتُب مقدسہ کے ترجمہ میں تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل تورات میں اوریہ قول ابن عباس کا ہے۔

اصلیتِ انجیل

باقی رہا عام مسلمانوں کا ان چند جملوں کی بابت اعتراض جوانجیل مقدس کے ریوائزڈ ورشن میں پائے نہیں جاتے اُن کی نسبت یہ عرض ہے کہ ان جملوں کے اخراج کا قضیہ اس حقیقت پر اثرانداز نہیں ہوسکتا کہ آج سے دوہزار سال پیشتر خداتعالیٰ نے جن صحف مقدسہ کو روح القدس کی تحریک کے ماتحت ملہمین کے ہاتھوں قلمبند کرایا۔ وہ کلی طورپر الہامی تھے اورہر طرح کی انسانی بیہودہ آمیزش سے منزہ تھے۔ اس سے صرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ جملے فی الحقیقت الہامی کتاب کا کوئی حصہ نہ تھے یا محض حواشی تھے جوزمانہ مابعد کے کاتبوں نے غلطی سے جزومتن سمجھ کر حاشیہ پر سے متن میں داخل کردئیے اورتاوقتیکہ مسلمان ان جملوں کو جزوکلام اللہ ثابت نہ کرسکیں وہ مسیحیوں پراصل

متن کلام اللہ میں کتربیونت اورتحریف کا الزام لگانے میں حق بجانب نہیں ہوسکتے۔

تصحیح

ہم برعکس اس کے Textual Criticism کی بناء پر یہ دکھادیتے ہیں کہ وہ درحقیقت جزومتن نہ تھے۔ بلکہ حاشیہ پر کے تشریحی نوٹ تھے جوایسی کتاب کی مُدتوں نقل ہوتے رہنے کی وجہ سے کاتبوں کی غفلت بھول اورکوتاہی سے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے نادانستہ طورپر متن میں راہ پاگئے۔ بنابریں ان کا مختلف سنین کے ہزارہا قلمی نسخوں کے مقابلہ اورجانچ پڑتال کے بعد متن سے الگ رکھنا کتاب کی تصحیح کہلائیگا نہ کہ تحریف اورہرایک صاحبِ عقل مان لیگا کہ پوری تحقیق وتدقیق کی راہ سے ان کے ملہمین کی تحریر نہ ہونے کا یقینی ثبوت بہم پہنچ جانے کے بعد ان کو متن کلام اللہ میں رکھنے کا کسی کوحق حاصل نہیں ہے۔

موجودہ انجیل کی تواریخ

سوواضح رہے کہ انجیل مقدس کا جونسخہ اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اس کا یونانی متن پہلے پہل اراسمس نے ۱۵۱۶ء میں اوپھر مختلف سنین کے قلمی نسخوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے بعد دوبارہ ۱۵۱۹ء میں اوراعلیٰ ہذا اوربہت سے قلمی نسخے دستیاب ہوجانے سے مزید تصحیح کرکے سہ بارہ ۱۵۲۴ء میں شائع کرایا۔

اور بعد ازاں رابرٹ سٹیفن نے (جس کےپاس ایک قدیمی نسخہ پانچویں صدی کا اور متعدد نسخے گیارھویں صدی سے پندرھویں صدی تک کے موجود تھے) اسے نہایت احتیاط کے ساتھ ان قدیم نسخوں سے مقابلہ کرکے ۱۵۵۱ء میں طبع کرایا چنانچہ ۱۸۸۱ء تک اسی نسخہ کی نقلیں مطبوع ہوتی رہیں اوراسی متن کی بناپرہی

انجیل کا پُرانا اواردو ترجمہ

شائع کیا گیا۔ مگررابرٹ سٹیفن کی تصحیح کے بعد کلام مقدس کے زیادہ قدیم اور معتبر نسخے اورترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہوگئے جن کے مقابلہ اورپوری پوری چھان بین کے بعد بشپ ویسکٹ اورپروفیسر ہارٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط کے

ساتھ پاک کرکے ۱۸۸۱ء میں شائع کرایا۔ اب ہمارے پاس اس متن کا ترجمہ موجود ہے۔

قرآن کی تصحیح

کلامِ مقدس کی اس تصحیح کے کام کی ایک مثال ہم مسلمانوں کو ان کے گھر سے ہی بتا دیتے ہیں ۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب ازالتہ الخفا میں فرماتے ہیں کہ:

" بعد ازانکر قرآن شریف درمصحف مجموع شد، فاروق اعظم سالہا درفکر تصحیح اورصرف نمود مناظرہ رہا۔ اصحابہ میکرد گاہے حق برونق متکوب ظاہر مے شد۔ آن راباقی مے گذاشت ومردماں راز خلافِ آں باز میداشت دگاہے حق برخلاف مکتوب ظاہر مے شد۔ ازیں صورت مکتوب راحک میفرمود وبجائے دے آنچہ محقق مے شدے نوشت" یعنی بعد اس کے کہ قرآن شریف مصحف میں جمع کیا گیا۔ حضرت فاروق اعظم نے کئی سال اس کی تصحیح کی فکر میں صرف کئے اورصحابہ کے ساتھ اکثرمناظرہ کیاکرتے تھے۔کبھی تو حق مکتوب کے موافق ظاہر ہوتا پس اس کو باقی رہنے دیتے اورلوگوں کو اس کی مخالفت سے باز رکھتے اورکبھی حق اس مکتوب کے برخلاف ظاہرہوتا اس صورت میں لکھے ہوئے کو مٹاڈالتے اوربجائے اس کے وہی لکھ دیتے جوحق ثابت ہوتا تھا" (ازضمیمہ تاویل القرآن صفحہ ۸۳)۔

اس مثال میں اوربشپ ویسکٹ اورپروفیسر ہارٹ کی تصحیح میں اتنا فرق ہے کہ حضرت عمر نے تو قرآن شریف کی تصحیح کا کام مناظروں سے انجام دیا جس کا مدارزیادہ تر حفاظِ قرآن کی یادداشت اورعمر کی اجتہادی رائے پر تھا مگرعہد جدید کی تصحیح کا کام دوسری صدی عیسوی سے انیسویں صدی تک کے ہزارہا نسخوں کے مقابلہ اورچھان بین سے انجام تک پہنچا۔ اوراس امرواقعی سے انکارنہیں ہوسکتا کہ یہ پچھلی صورت پہلی صورت سے زیادہ معقول اورقابل قبول ہے۔ پس اگر

حضرت عمر کی قرآنی تصحیح

کوتحریف قرار دینا عقل اور انصاف سے بعید ہے توبشپ ویسکٹ اورپروفیسر ہارٹ کے تصحیح کے کام کو تحریف قرار دینا کہاں کی خردمندی اورایمانداری ہے؟

انجیل کے خارج شدہ جملے

اب ہم آپ کو یہ دکھائینگے کہ وہ خارج شدہ جملے کیونکر اور کہاں سے کلام مقدس میں راہ پاگئے تھے۔ اگرہم بغیراس کے صرف یہی ثابت کردینے پر اکتفا کریں کہ وہ جملے زیادہ قدیم اور معتبر نسخوں میں پائے نہیں جاتے توبھی ان کو متن کلام اللہ سے جدا کرنے میں مسیحیوں کو حق بجانب ثابت کرنے کےلئے یہ کافی ہے۔ مگرہم بفضل خدا آپ کو اُن جملوں کا ماخذ اوران کے متن میں راہ پاجانے کی صورت بھی بتاسکتے ہیں۔ سومعلوم ہوکہ کلام مقدس کے ہزارہا قلمی نسخوں کے مقابلہ سے جو جواختلافات کتابت متعدد نسخوں میں پائے جاتے ہیں وہ سب Textual Criticism کی روسے بقد ۱/۸ حصہ کے ہیں۔ اورباقی کلام مقدس کا ۷/۸ حصہ ایسا ہے جس کو سب کے سب نسخے متفق الکلمہ ہوکر حرف بہ حرف صحیح قراردیتے ہیں ۔پھر وہ ۱/۸ حصہ بھی بیشتر ہرایک نسخہ کی جداگانہ سہوکتابت کی معمولی اغلاط پر مشتمل ہے اورایک نسخہ میں بجنسہ دوسرے نسخہ کی سی غلطیاں نہیں پائی جاتی ۔اس طرح کی سہوکتابت کو نظر اندازکردینے کے بعد ۱/۶۰ حصہ ایسا رہ جاتا ہے جس میں مختلف نسخوں کی نقل کے بعد اغلاط کتابت میں کسی قدریکسانیت پائی جاتی ہے اوراگر اختلافات قرات کوبھی جن کو کثیر التعداد نسخوں کے مقابلہ کرنے سے بآسانی پتہ مل جاتا ہے نظر انداز کردیں توصرف ۱/۱۰۰۰ حصہ قابل غورہ رہ جاتاہے۔ نسخوں کے باہمی اختلافات اس نوعیت کے ہیں کہ بعض نسخوں میں قلم کی چُوک کے سبب ایسے الفاظ لکھے گئے جن کے کچھ معنی نہیں اورکہیں بجائے اصل لفظ کے ایسا لفظ لکھا گیا جوشکل یاآوازمیں اصل کے مشابہ تھا۔ اورچونکہ قدیم تحریروں میں الگ الگ الفاظ نہیں بلکہ مسلسل حروف لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں اس لئے کہیں پہلے لفظ کاآخری حصہ دوسرے لفظ کے پہلے حرف کے ساتھ مل کرایک جداگانہ لفظ اوراس طرح بجائے دواصل لفظوں کے تین لفظ بن گئے۔ اسی طرح کہیں بعض حروف یاالفاظ نقل کرتے وقت بالکل چھوٹ گئے جیسا کہ نسخوں کے مقابلہ سے ظاہرہوتا ہے اورکبھی ایک سطرے سے نظرہٹ کردوسری سطر کے ویسے ہی لفظ پرپڑگئی اوراسی طرح درمیانی الفاظ نظرہوگئے جیسے

نسخه ویٹکین کے کاتب سے

یوحنا ۱۷: ۱۵اور۳: ۲۰، ۲۱ کے کچھ الفاظ چھوٹ گئے ہیں۔

بعض اوقات تشریحی الفاظ جوحاشیه پر پائے جاتے تھے غلطی سے متن میں درج ہوگئے۔ چنانچه اعمال ۱۵: ۳۴ کے الفاظ پہلے حاشیه پر تھے جنہیں اراسمس نے سولھویں صدی میں غلطی سے جزوتین خیال کرکے متن میں درج کردیا(دیکھو ویسکٹ ہارٹ صاحب کا نیوٹسمنٹ ان دی اورجنل گریک۔ اپنڈکس صفحه ۹۶)۔اوراس قسم کی غلطیاں بعض کاتبوں سے نقل راچه عقل" پرعمل پیراہونے کے باعث مضحکه خیزصورت میں سرزد ہوگئیں۔ مثلاً ایک قدیم نسخے کے کاتب نے ۲کرنتھیوں۸: ۵ کے بعد یه الفاظ متن میں درج کردئیے که

" ہماری آگاہی کے لئے بعض نسخوں کے حاشیه پر یوں پایا جاتا ہے"۔

دیکھو ڈاکٹرا ے ٹی رابرٹسن صاحب کی کتاب ٹیکسٹوال کرٹی سزم آف دی نیوٹسمنٹ صفحه ۱۴۵"۔

اب کون عقلمندایسی غلطی کوکاتب کی سادگی پر محمول نه کریگا اور" اسے تحریف قراردینے کی جرات کریگا؟کیا کوئی محرف دھوکادہی کی نیت سے " بعض نسخوں کے حاشیه" کے الفاظ اراده متن میں داخل کرسکتا ہے؟ اسی طرح پہلے کاتبوں سے بہت سی حاشیه کی عبارتیں غلطی سے وقتاً فوقتاً متن میں درج ہوگئیں۔کیونکه نه توقدیم نسخوں کے جمُلوں میں باہمی امتیاز کے لئے وقفے اوردیگر علامتیں موجود تھیں اورنه ہی آیات کا نمبرشمارپایا جاتا تھاچنانچه۔

عہدجدید کی آیات کے نمبر

سولھویں صدی میں رابرٹ سٹیفن نے جاری کئے پس جبکه قدیم زمانه میں حروف مسلسل لکھے جاتے اورالفاظ وفقرات کے درمیان امتیازی علامات کا وجودہی نه تھانه ہی آیات پر نمبر ہوا کرتے تھے اورحاشیه کی عبارات بھی متن سے الگ کوئی خاص امتیازی صورت نه رکھتی تھیں اورمعہذا قدیم زبانیں بھی بتدریج نئی مشکل اختیارکرگئیں اور قدیم وجدید یونانی کے مابین رسم الخط اورطرزتحریر کے لحاظ سے بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے علاوه لگے دنوں

میں اِدھر اُدھر کی آمد ورفت اورقدیم نسخوں کی دریافت کے ذرائع بالکل محدود تھے اورفن طباعت کی عدم موجودگی میں کسی ایک کاتب کو مقابلہ کرنے کےلئے کثیر التعداد نسخوں کادستیاب ہوجانابھی آسان کام نہ تھا۔ اورنہ ہی موجودہ زمانہ کے موافق تحقیق وتدقیق کے اسقدرمواقع واسباب میسر تھے توان سب امورواقعی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک منصف مزاج انسان کو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ اندریں صورت ایسی قدیم کتاب کے مختلف نسخوں میں بعض اغلاط کاراہ پاجانا باعثِ تعجب نہیں اورجس قسم کی اغلاط کا پتہ ہم بتاچکے ہیں وہ کسی صورت میں بھی " دراصل تحریف" یا" کتربیونت" نہیں کہلاسکتیں۔

وہ قدیم تحریریں جن سےکلام مقدس کے مختلف نسخوں کی عبارات کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے چارقسم کی ہیں۔

اول قدیم نسخے:

یہ قدیم نسخے تین طرح کے ہیں۔

۱۔ پیپریز: یہ نسخے مکمل کتاب کی صورت میں نہیں بلکہ پیپری کے متفرق اوراق پر لکھے ہوئے کتاب مقدس کے بعض حصے ہیں۔ ان نسخوں کا زمانہ پہلی صدی کے وسط سے چوتھی صدی کےشروع تک ہے۔ اب تک عہدجدید کے متعلق پیپری کے جس قدرنسخے دستیاب ہوئے وہ شمارمیں ۴۵ ہیں۔ اورعہدجدید کے موجودہ متن سے پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ملک مصر سے اوربھی بہت سے پیپریز مل جائینگے کیونکہ مصر کی زمین کے اندرپیپریز عرصہ درازتک بچ رہ سکتے ہیں۔

دوم۔ بڑے حروف کے نسخے

ان نسخوں کا زمانہ چوتھی صدی سے نویں صدی تک ہے۔ ان کا کل شمارجن کا اب تک پتہ چلا ہے ۱۶۸ ہے۔ ہم ان میں سے چند مشہورنسخوں کا یہاں ذکرکرتے ہیں۔

(الف) نسخہ ویٹیکن یا نسخہ بی۔ یہ بڑے حروف کے نسخوں میں سے سب سے قدیم اوربلحاظ زیادہ قابلِ قدر نسخہ ۳۲۵ء میں لکھا گیا اور ۱۴۸۱ء سے روم کی ویٹیکین لائبریری میں رکھا ہواہے۔ ۱۸۶۷ء میں ڈاکٹر ٹشنڈارف صاحب نے اس میں سے عہدجدید کی نقل شائع کی اور۱۸۹۰ء میں کل نسخہ کوفوٹو لیا گیا۔اس کی نقلیں یورپ وامریکہ کی کل

بڑی بڑی لائبریریوں میں پائی جاتی ہیں۔ پہلے اصل نسخہ میں پوری بائبل موجود تھی مگر اب عہدعتیق میں سے پیدائش کی کتاب ۴۶: ۲۸تک اور زبور ۱۰۵: ۲۷ سے آخرتک اورتمام عہدجدید میں سے پولوس رسول کے چھوٹے خطوط یعنی ۱،۲تمطاؤس ،طیطس ،فلیمون اور عہدجدید کی آخری کتاب مکاشفہ تلف ہوچکے ہیں۔ اس نسخہ کی تصدیق بہت سے قدیم نسخوں اورترجموں سے ہوتی ہے۔

ب۔ نسخہ سینا یا نسخہ الف: اس کا سنِ تحریر ۳۵۰ء کے قریب ہے۔۱۸۵۰ء میں ڈاکٹر ٹشنڈارف صاحب نے شہنشاہ روس کا پروانہ لے کر اسے کوہ سینا کے راہبوں سے حاصل کیا اوراُس وقت سے روس کی شاہی لائبریری میں لکھا گیا۔۱۸۶۲ء میں ٹشنڈارف نے اس کی نقل اور ۱۹۱۱ء میں پروفیسر لیک نے اس کا فوٹوشائع کیا۔ پہلے اصل نسخہ میں پوری بائبل موجود تھی مگر اب اس میں سے عہدِ عتیق کا کچھ حصہ تلف ہوچکا ہے اورعہدِجدید کے کل صحیفے موجود ہیں۔

(ج)۔نسخہ سکندریہ یانسخہ اے۔ یہ نسخہ ۴۲۵ء کے قریب بمقام سکندریہ لکھا گیا ۔ ۱۶۲۷ء میں قسطنطنیہ کے پیٹریارک سے چارلس اول شاہ انگلستان کوبطور تحفہ کے ملا۔اب لندن شہر کے عجائب خانہ میں موجود ہے ۔ اس میں پوری بائبل مقدس موجود تھی۔ مگراب عہدِجدید کے چند اجزا یعنی متی ۲۵: ۶ تک اوریوحنا ۶: ۵۰سے ۸: ۱۱تک اور ۲کرنتھیوں۴: ۱۳سے ۱۲: ۶تک تلف ہوچکے ہیں۔ باقی صحیفے پورے موجود ہیں۔

(د) نسخہ افرائیمی یا نسخہ سی۔ یہ نسخہ ۴۵۰ء کے قریب ضبط تحریر میں آیا۔ سولھویں صدی کے شروع میں یہ نسخہ مشرق سے اٹلی اوربعدوہاں سے فرانس بھیجا گیا۔ اب شہر پیرس کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس میں سے عہدِجدید کی نقل ۱۸۴۳ء میں اورعہد عتیق کی ۱۸۴۵ء میں شائع ہوئی۔ پہلے اس میں پوری بائبل موجود تھی مگراب صرف عہدِ جدید کے صحیفے موجود ہیں اوران میں سے دوچھوٹے خط ۲ تھسلنیکیوں اور۲ یوحنا تلف ہوچکے ہیں۔

(ہ)۔ نسخہ بیزایا نسخہ ڈی۔ یہ صرف عہد جدید کا نسخہ ہے اورجیساکہ اُن صدیوں کا دستور تھا سہولیت کی غرض سے عہدجدید کوچارحصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا یعنی (۱) اناجیل اربعہ(۲)اعمال الرسل وخطوط عام(۳) خطوط پولوس اور(۴) مکاشفہ اسی کے مطابق یہ نسخہ عہدجدید کے تین حصوں یعنی اناجیل اربعہ اعمال الرسل ،خطوط عام اورمکاشفہ پرمشتمل ہے۔ یہ نسخہ پانچویں صدی کے اواخر میں جنوبی فرانس میں لکھا گیا اور۱۸۸۱ء میں اصل نسخہ بیزانے کیمبرج یونیورسٹی کوتحفہ کے طورپر دیاگیا۱۷۹۳ء میں اس کی نقل شائع ہوئی اور۱۸۹۹ء میں اس کافوٹو لیا گیا۔ اس میں یونانی متن کے بالمقابل لاطینی ترجمہ بھی پایا جاتا ہے۔

(و)۔ نسخہ کلارومنٹس۔ یہ نسخہ چھٹی صدی کے شروع میں ۵۲۵ء سے پیشتر)لکھا گیا ۔۱۵۸۲ء میں شمالی فرانس کی کلارومنٹ خانقاہ سے ملا اورسترھویں صدی میں پیرس کی شاہی لائبریری میں رکھا گیا۔ اس کی نقل ۱۸۵۲ء میں شائع ہوئی۔یہ نسخہ عہدِجدیدکے ایک حصہ یعنی خطوط پولوس پر مشتمل ہے ۔اکثرعلماء اس کو نسخہ بیزاکا ایک حصہ تصورکرتے ہیں اس میں بھی نسخہ بیزا کی مانند یونانی متن کے بالمقابل لاطینی ترجمہ پایا جاتاہے اسی طرح پرچھٹی صدی کےاکثر غیر مکمل نسخوں کا شمار۳۵ ہے۔ اورکل بڑے حروف کے یعنی نویں صدی تک کے نسخوں کا شمار۱۶۸ ہے۔

سوم ۔چھوٹے حروف کے نسخے

ان نسخوں کی تحریر کا زمانہ نویں صدی سے پندرھویں صدی یعنی فن طباعت کے رائج ہونے تک ہے۔ ان کا شمار ۲۳۸۵ ہے۔

پس عہدِ جدید کے قدیم نسخوں کا شماریہ ہے۔

۱۔ پیپریز	۴۵
۲۔ بڑے حروف کے نسخے	۱۶۸
۳۔ چھوٹے حروف کے نسخے	۲۳۵۸
میزان	۲۵۷۱

دوم۔ قدیم ترجمے

ان میں سے چند ایک کا مختصراًبیان ذیل میں درج کرتے ہیں۔

۱۔ قدیم سُریانی اورارامی ترجمہ: یہ ترجمہ عہدِ جدید کے صحیفوں کے لکھے جانے کے چند سال بعداس زبان میں کیا گیا جوہمارے خداوند کے ایام میں فلسطین اوراس کے قُرب وجوارمیں مروج تھی چنانچہ عہدجدید کے کُل صحیفہ ۴۶ء سے ۹۸ء کے عرصہ کے مابین لکھے گئے اوریہ ترجمہ چند سال بعد یعنی دوسری صدی کے شروع میں کیا گیا۔

۲۔ قدیم لا طینی ترجمہ: ۱۵۰ء کے قریب عہدجدید کا ترجمہ لا طینی زبان میں کیا گیا جس کودوسری صدی کے آخر میں ٹرٹولین نے اورتیسری صدی میں سپرین نے استعمال کیا۔

۳۔ ترجمہ پشیٹو: قدیم سُریانی ترجمہ کی نظر ثانی تیسری صدی میں ہوئی ۔ یہ ترجمہ پشیٹو یعنی سادہ لفظی ترجمہ کہلاتا ہے۔ مقدس افرائیم نے جس کی وفات ۳۷۸ء میں ہوئی اس ترجمہ کا استعمال کیا۔ اس کی نقل پہلے ۱۵۵۵ء میں شائع ہوئی۔پھراسے ۱۹۰۲ء میں ۴۰ قدیم نسخوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد شائع کیا گیا۔ اس ترجمہ کے قدیم نسخوں کا کل شمار ۲۴۳ ہے۔ اوردوقدیم نسخے پانچویں صدی سے لندن کے عجائب خانہ میں موجود ہے ۔

۴۔ قدیم قبطی ترجمہ: اس ترجمے کے قدیم نسخے ۳۰۰ء سے ۸۰۰ء تک کے موجود ہیں۔

۵۔ قدیم ارمنی ترجمہ:یہ ترجمہ ۳۹۵ ء میں آرمینیا کے علاقہ میں کیا گیا۔ اس کا ایک نسخہ ۸۸۷ء کا شہر ماسکو میں ہے۔ ۹۶۰ء کا ایک نسخہ قسطنطنیہ میں اور۹۰۲ء کا ایک نسخہ اورایک ۱۰۰۶ء کا شہر وینس میں موجود ہیں۔

۶۔ گاتھک ترجمہ: یہ ترجمہ الفلاس نے کیا جو۳۴۸ء سے ۳۸۰ء تک بعہدہ اسقف مامور تھا۔ اس ترجمہ کا ایک قدیم نسخہ سویڈن کی یونیورسٹی اپسلامیں ہے۔

۷۔ ولگیٹ لا طینی ترجمہ: یہ ترجمہ (ماسس نے کرایا اوراس کی تصحیح مشہور مسیحی عالم جیروم نے کی ۳۴۵ء میں پیداہوا۔ ۳۸۳ء میں اس ترجمہ کی تکمیل ہوئی۔ فن طباعت کے رائج ہونے کے بعد ۱۵۴۹ء میں اس کی نقل

مطبوع ہوئی ۔ اس ترجمہ کے آٹھ ہزار کے قریب نسخے یورپ کی مختلف لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔

سوم۔ لکشنریز

یعنی قدیم عیسائیوں کی نماز کی کتابیں جن میں کلام مقدس کی آیات بکثرت پائی جاتی ہیں یہ چھٹی صدی سے پندرھویں صدی تک کی ہیں اورقدیم لکشنریوں کا شمار۱۵۶۵ء ہے۔

چہارم۔ اقتباسات

قدیم مسیحی بزرگوں کے مصنفات میں کلامِ مقدس کے اقتباسات نہایت کثرت سے موجود ہیں۔ چنانچہ محققین کا اندازہ ہے کہ عہدِجدید کے کل بیانات قدیم بزرگوں کی تصانیف سے جمع کئے جاسکتے ہیں۔

ذیل میں ہم بطورنمونہ صرف سات مشہورمسیحی متقدمین کے اقتباسات کاشمارپیش کرتے ہیں:

نام	حالات	اناجیل	اعمال	خطوط عام	خطوط پولوس	مکاشفه میزان
جسٹن	۱۵۵ ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۶ء میں شہیدا ہوا۔	۲۶۸	۱۰	۶۳	۴۳	۳۸۷/۳
آئری نیس	یوحنارسول کے شاگرد پولیکارپ کا شاگرد تھا ۱۳۵ء میں پیدا اور۲۰۲ء میں فوت ہوا۔	۱۰۳۸	۱۹۴	۲۳	۴۹۹	۱۸۱۹/۶۵
کلیمنٹ سکندری	آئری نیس کا ہمعصر ۱۹۰ء سے ۲۰۳ء تک سکندریہ کے مشہور مدرسہ کا مہتم رہا۔	۱۰۱۷	۴۴	۲۰۷	۱۱۲۷	۲۴۰۶/۱۱
طرطولین	۱۵۰ء میں پیدا ہوا اور ۲۴۰ء میں فوت ہوا	۳۸۲۲	۵۰۲	۱۲۰	۲۶۰۹	/۲۰۵ ۷۲۵۸
آریجن	۲۵۳ء میں فوت ہوا	۹۲۳۶	۳۴۹	۳۹۹	۷۷۷۸	/۱۶۵ ۱۷۹۲۲
ہپولیٹی	۲۳۶ء میں وفات پائی	۷۳۴	۴۲	۳۷	۳۸۷	/۱۸۸ ۱۳۷۸
یوسی بیس	۲۲۵ء میں پیدا ہوا اور ۳۳۹ء میں فوت ہوا	۳۲۵۸	۲۱۱	۸۸	۱۵۹۲	/۲۷ ۵۱۷۶
میزان		۱۹۳۸۶	۱۳۵۲	۹۲۷	۱۴۰۳۵	/۶۹۴ ۳۶۴۴۶

عہدِجدید کی ترتیب

عہدِجدید کے کل صحیفے ۲۷ ہیں جن کے جملہ ابواب کا شمار ۲۶۰ اورکل آیات کے نمبروں کی تعداد ۷۹۵۶ ہے۔ ان میں سے ۷۹۳۹ توقطعاً غیر مشکوک ہیں اور صرف ۱۶آیتیں اورایک آیت کا حصہ مشکوک ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ انجیل متی کی آیات کا شمار ۱۰۷۱ ہے۔ ان میں سے تین مشکوک ہیں یعنی ۱۷: ۲۱۔ ۱۸: ۱۱۔ ۲۳: ۱۴۔ اورباقی ۱۰۶۸ غیرمشکوک۔

۲۔ انجیلِ مرقس کی آیات ۶۷۸ ہیں جن میں سے پانچ یعنی ۱۱: ۲۶۔ ۱۵: ۲۸۔ ۷: ۱۶اور ۲۳: ۱۷ مشکوک اورباقی ۱۱۴۹ غیرمشکوک ہیں۔

۳۔انجیل یوحنا کی کل آیات کا نمبرشمار ۸۷۹ ہے ان میں سے ایک یعنی ۵: ۴ مشکوک ہے اور باقی ۸۷۸ غیرمشکوک۔

۴۔اعمال الرسل کی کل آیات شمارمیں ۱۰۰۶ ہیں جن میں سے چار یعنی ۸: ۳۷۔ ۱۵: ۳۴۔ ۲۴: ۷۔ اور ۲۸ : ۲۹ مشکوک اور۱۰۰۲ غیرمشکوک ہیں۔

۵۔خط رومیوں کی کل ۴۳۳ آئیتیں ہیں جن میں سے صرف ایک یعنی ۱۶: ۲۴ مشکوک اور۴۳۲ غیرمشکوک ہیں۔

خطِ اوّل یوحنا میں کل ۱۰۵آیات ہیں ۔ ان میں سے ایک یعنی ۵/ ۷ کا ایک حصہ مشکوک ہے اورباقی کل کتاب غیرمشکوک ۔ پس

تمام عہدِ جدید میں کل ۱۶آئیتیں

اورایک آیت کا حصہ ایسا ہے جسے ہم نے مشکوک بتایاہے۔ اوریہی وہ آئیتیں ہیں جوپُرانے ترجمے میں پائی جاتی تھیں مگرنئے ترجمے میں موجود نہیں ہیں۔ اب بحث طلب صرف یہی رہ جاتی ہیں۔ ان کے بارہ میں پہلے ہم اس حقیقت کا اعادہ فروری سمجھتے ہیں کہ آیات کا نمبر شمار الہامی نہیں بلکہ یہ بہت عرصہ بعد یعنی ۱۵۵۱ء میں رابرٹ سٹیفن کی تقسیم کے مطابق ہےپس آیات کے نمبروں کی کمی کا اعتراض باطل ٹھہرتاہے اورحل طلب امر یہ رہ جاتاہے کہ وہ جملے

جوان نمبروں سے متعلق تھے کس بنا پر غیر الہامی ٹھہرا کر کلامِ مقدس سے الگ کئے گئے ۔

خارج شدہ جملوں کا اثر: اب ہم اُن جملوں کا بیان مختصر طورپر الگ الگ پیش کرکے دکھادینگے کہ کلام مقدس میں ان جملوں کے اضافہ سے کوئی جدید بات معلوم نہیں ہوتی۔ اورنہ ہی مزید علم ان سے ہوتا ہے بلکہ وہ اس قسم کے ہیں کہ معمولی عقل کا آدمی بھی اصل متن سے جواب ہمارے ہاتھوں میں ہے وہی باتیں اخذ کرسکتا ہے جوان جملوں میں پائی جاتی ہیں اوراس سے صاف طورپر آشکارا ہوجاتا ہے کہ وہ جملے درحقیقت بعض قدیم نسخوں کے حواشی تھے جومتن سے خاص امتیازنہ رکھنے کے باعث مدتوں نقل درنقل ہونے کے باعث یکے بعددیگرے متن میں راہ پاگئے۔

تفصیل بیان۔ پہلے ہم اس قسم کی مثالیں دیکر مجملاً اس کا ذکر کرچکے ہیں اب مزید آگاہی کے لئے کسی قدرتفصیل کے ساتھ ان جملوں کا بیان پیش کرتے ہیں ۔

۱۔ متی ۱۷باب ۲۱آیت

" مگر اس طرح کے دیو بغیر دعا وروزہ کے نہیں نکالے جاتے"(پُرانہ اردوترجمہ)۔

"لیکن ایں نوع بیروں نے رودجزبدعا وروزہ"(پرانا فارسی ترجمہ)۔

وما ھذا الجنس ولا یخرج الا بالصلوات والقیوم۔

(پرانا عربی ترجمہ)۔

اگراس واقعہ کو مرقس کی انجیل میں دیکھیں تو۹: ۲۹ کا پُرانا اردوترجمہ یوں ہے کہ " یہ جنس سوادعا اورروزہ کے کسی اورطرح سے نکل نہیں سکتی" اگران الفاظ کے ساتھ متی ۱۷: ۲۱ کے فارسی اورعربی ترجموں کا مقابلہ کریں۔ تودونوں مقاموں کے پُرانے ترجموں میں لفظی اختلاف صرف ترجمے کا اختلاف ہے۔ ورنہ حقیقت میں الفاظ یکساں ہیں جن کا مفہوم مختلف الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ چونکہ مرقس کی انجیل میں اسی واقعہ کے متعلق مسیح کے یہ الفاظ پائے جاتے تھے اس لئے متی کی انجیل کے اسی واقعہ کے حاشیہ پربھی مسیح کے بیان کی تکمیل کی غرض سے وہی الفاظ لکھے گئے یہ بیان بالکل صاف ہے۔ صرف لفظ

روزه

کا سوال باقی ره جاتا ہے جواب مرقس ۹: ۲۹۔ میں بھی موجود نہیں س واضح ہو که روزه کی انجیل مقدس میں مخالفت نہیں پائی جاتی بلکه حقیقی وغیر حقیقی روزه کا فرق بیان کیا گیا ہے (دیکھو متی ۶: ۱۶تا ۱۸ وغیره) مگرقدیم اگناسٹک اوردیگر مشرقی یعنی مصر، سوره اورعرب کے مسیحی فرقے اس پر دینی رسم کےطورپر زوردیتے تھے اس لئے پہلے یه لفظ ۹: ۲۹ کے حاشیه پر لکھا گیا اورپھر چوتھی صدی کے بعد غلطی سے جزوِمتن سمجھ کرلفظ دعا کے ساتھ معطوف کرکے متن میں داخل کیاگیاکیونکه

پہاڑی وعظ

میں دعا کے آگے روزه کا ذکر پایا جاتا ہے"(دیکھومتی ۶: ۵تا ۱۸)۔

پھروہی الفاظ جومرقس میں پائے جاتے تھے بجنسه متی میں بھی آگئے۔لیکن معتبر شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے که مرقس ۹: ۲۹ میں لفظ روزه اورمتی ۱۷: ۲۱ کا پورا جمله جزومتن نہیں ۔چنانچه قدیم نسخوں میں یعنی نسخه ویٹکن یا بی اورنسخه سینا یاالف میں نه لفظ روزه مرقس ۹: ۲۹ میں پایا جاتا ہے اورنه ہی یه جمله انجیل متی میں ہے اوراسی طرح یه الفاظ زیاده قدیم سُریانی اورلاطینی ترجموں میں بھی نہیں پائے جاتے اوریه شہادت دوسری صدی تک جاپہنچتی ہے۔

دوسری آیت ۔متی ۱۸: ۱۱

"کیونکه ابن آدم آیا ہے که کھوئے ہوؤں کوڈھونڈھ کے بچائے"(پرانه اردوترجمه)۔

یه الفاظ لوقا ۱۹: ۱۰ میں پائے جاتے ہیں چنانچه پُرانے اردو ترجمه میں یه آیت یوں ہے" کیونکه ابن آدم کھوئے ہوئے کو ڈھونڈھنے اورنجات دینے آیا ہے"۔چونکه متی ۱۸: ۱۰ میں چھوٹوں کا ذکر پایا جاتا ہے اوراس سے آگے یعنی ۱۱، ۱۲ میں ان چھوٹوں کو کھوئی ہوئی بھیڑ سے تشبیه دے کر مالک کے اُسے ڈھونڈنے اورپالینے کا مذکور ہے اس لئے مسیح کے اس بیان کی تشریح اورتکمیل کے طورپراس کے وه الفاظ جواس کے متعلق لوقا ۱۹: ۱۰ میں موجود ہیں متی ۱۸: ۱۰ کے حاشیه پر لکھے گئے اوریه قول خود مسیح کا تھا۔ اس لئے لوقا ۱۹: ۱۰ کی بنا پرجزو متن سمجھ کر اُسے غلطی سے متی ۱۸: ۱۰ کے آگے متن

میں درج کرلیا گیا۔ چنانچہ زیادہ قدیم اور معتبر نسخوں مثلاً نسخہ وٹیکن اورسینا میں یہ الفاظ متی ۱۸: ۱۰ کے آگے پائے نہیں جاتے۔ نہ زیادہ پُرانے سُریانی ترجموں میں پائے جاتے ہیں نہ اس آیت کو آریجن ،یوسی بیس اورجیروم وغیرہ بزرگوں نے استعمال کیا یہ شہادت بھی دوسری صدی تک جاپہنچتی ہے۔

تیسری آیت متی ۲۳: ۱۴

" اے ریاکار فقیہو اورفریسیو۔ تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے اورمکرسے لمبی چوڑی نمازپڑھتے ہو۔ اس سبب تم زیادہ سزا پاؤ گے "(پرانا اُردو ترجمہ)اُس کے اوپر یعنی متی ۲۳: ۱۳۔ کے شروع میں مسیح کے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں " اے ریاکارفقیہو اورفریسیوتم پر افسوس " اوریہ الفاظ اس کے آگے یعنی متی ۲۳: ۱۵۔ کے شروع میں پائے جاتے ہیں اورمرقس ۱۲: ۴۰ میں مسیح کے فقیہوں کی بابت پُرانے اُردو ترجمہ کے مطابق یہ الفاظ ہیں"۔ وہ بیواؤں کے گھروں کے نگلتے ہیں اورمکر سے نمازکو طول دیتے ۔ انہیں زیادہ سزا ہوگی" ۔ اورنئے اردوترجمہ میں یہ الفاظ اس طرح پر ہیں۔

اوروہ" بیوہ عورتوں کے گھروں کو دبابیٹھتے ہیں۔ اوردکھاوے کے لئے نمازکوطول دیتے ہیں۔ اُنہیں زیادہ سزا ہوگی"۔

اورلوقا ۲۰: ۴۷ میں بھی مسیح کے فقیہوں کی بابت یہی الفاظ موجود ہیں ۔ پس متی میں جہاں فقیہوں اورفریسیوں کی مختلف ریاکاروں پر افسوس ظاہر کیا گیا ہے وہاں اُنہی کے متعلق مسیح کے یہ الفاظ بھی اس بیان کی تکمیل کے لئے حاشیہ پر لکھے گئے جوبعد کو غلطی سے مرقس ۱۲: ۴۰ اورلوقا ۲۰: ۴۷ کی بناء پر جزومتن سمجھ کر ۲۳: ۱۳ کے آگے درج کئے گئے۔ مگریہ قدیم نسخوں مثلاً وٹیکن سینا اوربیزامیں متی ۲۳: ۱۳ کے آگے نہیں پائے جاتے ہیں اورنہ ہی زیادہ قدیم ترجموں میں موجود ہیں۔

چوتھی آیت مرقس ۷: ۱۶

" اگرکسی کے کان سننے کے ہوں توسنے"(پُرانا اردوترجمہ)۔

یہ آگاہی کا سنجیدہ کلام مسیح نے کئی موقعوں پر استعمال کیا(دیکھو متی ۱۱: ۵، ۱۳: ۹، ۴۳، مرقس ۴: ۹۔ لوقا ۸: ۸ ، ۱۴: ۳۵)۔ چونکہ مرقس ۷: ۱۴ کے آخری میں مسیح کے

یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ " تم سب میری سنو اورسمجھو" اورآیت ۱۵ میں اس سننے اورسمجھنے کی بات کا بیان پایاجاتاہے اس لئے اس کے حاشیہ پر مسیح کے یہ الفاظ لکھے گئے جوبعد کوکلامِ مقدس کے بہت سے مقامات کی بناء پر جزومتن سمجھ کر غلطی سے متن میں درج کرلئے گئے مگریہ الفاظ مرقس ۷: ۱۵ کے آگے قدیم معتبر نسخوں مثلاً وٹیکن اورسینا میں نہیں پائے جاتے اورنہ ہی زیادہ پُرانے ترجموں میں موجود ہیں۔

پانچویں وچھٹی آیات مرقس ۹: ۴۴تا ۴۶

" جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اورآگ نہیں بجھتی"(پُرانا اردو ترجمہ)۔

یہ جملہ مرقس ۹: ۴۸ میں موجود ہے جس کے پہلے آیت ۴۷ کے آخر میں الفاظ جہنم میں ڈالا جائے " پائے جاتے ہیں چونکہ آیت ۴۵ کے آخر میں یہی الفاظ جہنم میں ڈالا جائے پائے جاتے ہیں اورآیت ۴۳ کے آخر میں یہ الفاظ " کہ جہنم کے بیچ اس آگ میں جائے جوکبھی بجھنے کی نہیں" اس لئے دونوں مقاموں میں لفظ جہنم کے متعلق یہ الفاظ حاشیہ پر لکھے گئے جو بعد کو غلطی سے مرقس ۹: ۴۸ کی بنا پر جزومتن سمجھ کرتن میں داخل کئے گئے مگریہ الفاظ آیت ۴۳، ۴۵ کے آگے نہ نسخہ وٹیکن میں پائے جاتے ہیں یہ نہ نسخہ سینا میں اورنہ ہی پُرانے سُریانی ترجموں میں۔

ساتویں آیت مرقس ۱۱: ۲۶

" اوراگرتم معاف نہ کروگے توتمہارا باپ بھی جوآسمان پر ہےتمہارے قصور بھی معاف نہ کرے گا"(پُرانا اُردوترجمہ)۔

اس سے اوپر یعنی مرقس ۱۱: ۲۵ میں دعا مانگنے کے بارے میں مسیح کے یہ الفاظ مندرج ہیں" اگرتمہیں کسی سے کچھ شکایت ہوتواسے معاف کروتاکہ تمہارا باپ بھی جوآسمان پر ہے تمہارے قصورمعاف کرے" اورمتی ۶: ۱۴تا ۱۵ میں دعا کرنے کے بارے میں مسیح کے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں " اوراس لئے اگرتم آدمیوں کے قصور معاف کروگے توتمہاراآسمانی باپ بھی تمہیں معاف کریگا اوراگر تم آدمیوں کے قصورمعاف نہ کروگے توتمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کریگا"(مرقس ۱۱: ۲۵ میں چونکہ مسیح کے اس قول

کا پہلا حصہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے حاشیہ پر دوسرا حصہ بھی لکھا گیا جوبعد کو متی ۶: ۱۵ کی بنا پر جزومتن سمجھ کر متن میں داخل کیا گیا۔ مگر قدیم نسخوں مثلاً وٹیکین سینا اور بیزا میں یہ الفاظ مرقس ۱۱: ۲۵ کے آگے نہیں پائے جاتے۔

آٹھویں آیت مرقس ۱۵: ۲۸

" تب وہ نوشتہ اس مضمون کا کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا پورا ہوا"(پُرانا اُردو ترجمہ)۔

لوقا ۲۲: ۳۷ میں مسیح کے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ " یہ جولکھا ہے کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا اس کا میرے حق میں پورا ہونا ضرور ہے"اورمرقس ۱۵: ۲۷ میں اس نوشتے کی تکمیل پائی جاتی ہے کہ اُنہوں نے اس کے ساتھ دوڈاکو ایک اس کی داہنی اورایک اس کی بائیں طرف صلیب پر چڑھائے"اس لئے اس کے حاشیہ پر اُس نوشتہ کا بیان کیا گیا جوبعد کو غلطی سے متن میں آگیا چنانچہ قدیم نسخوں یعنی وٹیکین ، سینا ،سکندریہ اوربیزا میں یہ الفاظ ۱۵: ۲۷ کے آگے پائے نہیں جاتے۔

نویں آیت لوقا ۱۷: ۳۶

" اوردوآدمی جوکھیت میں ہونگے ایک پکڑا دوسرا چھوڑا جائیگا" (پرُانا اردوترجمہ)۔

اس کے اوپر یعنی ۳۵ آیت میں مسیح کے یہ الفاظ مرقوم ہیں" دوعورتیں ایک ساتھ چکی پیستی ہونگی اورلے لی جائیگی اوردوسری چھوڑدی جائیگی۔ یہ پوراکلام متی ۲۴: ۴۰، ۴۱ میں یوں پایا جاتا ہے۔ اُس وقت دوآدمی کھیت میں ہونگے ایک لے لیا جائیگا اوردوسرا چھوڑدیا جائیگا۔ دوعورتیں چکی پیستی ہونگی ایک لے لی جائیگی اوردوسری چھوڑی دی جائیگا(لوقا ۱۷: ۳۵)میں اس قول کا صرف دوسرا حصہ پایا جاتا ہے اس لئے پورا قول بتانے کے لئے اس کے حاشیہ پر پہلا حصہ بھی نقل کیا گیا جوبعد کو اسی متی ۲۴: ۴۰ کی بنا پر غلطی سے متن میں درج ہوگیا۔ یہ الفاظ قدیم نسخوں یعنی وٹیکین، سکندریہ وغیرہ اورزیادہ پُرانے سُریانی ترجموں میں لوقا ۱۷: ۳۵ کے آگے پائے نہیں جاتے۔

دسویں آیت لوقا ۲۳: ۱۷

" اسے ہر عید میں ضرور تھا کہ کسی کو ان کے واسطے چھوڑدے" (پُرانا اردو ترجمہ)۔

اس سے پہلے لوقا ۲۳: ۱۶ میں پلاطوس کے یہ الفاظ مندرج ہیں" پس میں اس کو پٹواکر چھوڑدیتا ہوں" اورمرقس ۱۵: ۶ سے پتہ ملتا ہے کہ" وہ عید پر ایک قیدی کو جس کے واسطے لوگ عرض کرتے تھے اُن کی خاطر چھوڑدیا کرتا تھا" اورمتی ۲۷: ۱۵ میں یوں لکھا ہے کہ" حاکم کا دستور تھاکہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے وہ چاہتے تھے چھوڑدیتا تھا"اوریوحنا ۱۸: ۳۹ میں یہ کہ " تمہارا دستور ہے کہ میں مسیح کو تمہاری خاطر ایک آدمی چھوڑدیا کرتاہوں"پس لوقا ۲۳: ۱۶ کے حاشیہ پر بھی بطور توجیہ کے یہ الفاظ لکھے گئے۔ جوپھر غلطی سے انہیں مقامات کی بنا پر متن میں داخل کئے گئے ۔ یہ الفاظ لوقا ۲۳: ۱۶ کے آگے قدیم نسخوں مثلاً وٹیکین اورسینا اور زیادہ پُرانے سُریانی وغیرہ ترجموں میں نہیں پائے جاتے

گیارھویں آیت یوحنا ۵: ۴

یہ پانی کے ہلنے کے منتظر تھے کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض میں اُتر کر پانی کو ہلاتا تھا اورپانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی پہلے اس میں اُترتا تھا کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہوا ہو اس سے چنگا ہوجاتا تھا"۔(پُرانا اردو ترجمہ)۔

ساری مشکوک عبارتوں میں سے صرف یہی غیر انجیلی مضمون ہے جو متن میں داخل ہوگیا۔ مگریہ غلطی فہمی بھی کسی مفسر کو اس بیمار شخص کے اُس قول کی بنا پر ہوئی جویوحنا ۵: ۷ میں مندرج ہے کہ " اس بیمار نے اُسے جواب دیا۔ اے خداوند میرے پاس کوئی آدمی نہیں کہ جب پانی ہلایا جائے تومجھے حوض میں اُتاردے بلکہ میرے پہنچتے پہنچتے دوسرا مجھ سے پہلے اُتر پڑتا ہے" پس بیماروں کے حوض پر پڑے رہنے اورپانی کے ہلنے کی وجہ اوراس میں پہلے اُترنے کی غرض بیان کرنے کے لئے بطور تفسیر کے حاشیہ پر یہ عبارت لکھی گئی ۔ جوزمانہ مابعد میں غلطی سے متن کا جزوبن گئی۔جن کا تبوں نے متن میں یہ الفاظ ایزادکئے وہ ان کے بارے میں شک میں تھے کہ یہ اصل متن کا حصہ ہیں یا نہیں

چنانچه انہوں نے اس آیت کو خطوط وحدانی میں لکھا جس سے ظاہر ہے کہ ان کے خیال میں یہ آیت مشکوک تھی یہ آیت بھی پُرانے نسخوں مثلاً وٹیکن سینا اوربیزا وغیرہ میں نہیں پائی جاتی اورنہ ہی زیادہ پُرانے ،سریانی لاطینی اورقبطی ترجموں میں پائی جاتی ہے۔

بارھویں آیت اعمال ۸: ۳۷

" فلپس نے کہا اگرتواپنے دل سے ایمان لاتا ہے توروا ہے اُس نے جواب میں کہا کہ میں ایمان لاتاہوں کہ یسوع مسیح خداکا بیٹا ہے"(پرانا اُردوترجمہ)۔

اس سے پہلے آیت ۳۶ میں حبشی خوجے کا یہ قول بصورت استفہام مندرج ہے " خوجے نے کہا کہ دیکھ پانی موجود ہے اب مجھے بپتسمہ لینے سے کونسی چیزروکتی ہے؟" مگراس کے بعد فلپس کا جواب نہیں لکھا گیا بلکہ یہ مرقوم ہے " پس اس نے رتھ کے کھڑا کرنے کا حکم دیا اورفلپس اورخوجہ دونوپانی میں اُتر پڑے اوراُس نے اس کو بپتسمہ دیا"۔ اس لئے خوجے اورفلپس کے مکالمہ کی تکمیل اورفلپس کے خوجے کے ساتھ متفق الرائے ہوجانے کے اظہار کے لئے حاشیہ پر یہ الفاظ لکھے گئے جن کا مفہوم عہدِجدید میں موجود ہے" جب اُنہوں نے فلپس کا یقین کیا توسب لوگ خواہ مردخواہ عورت بپتسمہ لینے لگے"(اعمال ۸: ۱۲)۔ خداوند یسوع پر ایمان لاتو تواورتیرا گھرانا نجات پائیگا"(اعمال ۱۶: ۳۱)۔ جوایمان لائے اوربپتسمہ لے"(مرقس ۱۶: ۱۶)۔ کیا توخدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے"(یوحنا ۹: ۳۵) " اگرتواپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اقرارکرے اوراپنے دل سے ایمان لائے (رومیوں ۱۰: ۹) زمانہ مابعد میں ان الفاظ کوفلپس کا کلام سمجھ کر متن میں داخل کیا گیا۔لیکن معتبرشہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ متن کا حصہ نہیں ۔ چنانچہ قدیم نسخوں وٹیکن اورسینا میں اوردیگرپُرانے ترجموں میں یہ الفاظ پائے نہیں جاتے۔

تیرھویں آیت اعمال ۱۵: ۳۴

مگرسیلاس نے وہاں رہنا بہترجانا" اعمال ۱۵: ۳۳ سے ظاہر ہے کہ یہوداہ اورسیلاس انطاکیہ سے رخصت کردئیے گئے تاکہ واپس یروشلیم کو جائیں اوراعمال ۱۵: ۴۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد سیلاس پولوس کو انطاکیہ میں ہی ملا پس صاف ظاہر ہے کہ اس امر کی آگاہی کے لئے یہوداہ

تویروشلیم کوچلا گیا مگر سیلاس انطاکیہ میں ہی رہ گیا۔ یہ الفاظ پہلے حاشیہ پر لکھے گئے جوبعد کو متن میں درج ہوگئے اور یہ الفاظ بھی نسخہ وٹیکن اورسینا اور زیادہ پُرانے ترجموں میں نہیں پائے جاتے۔

چودھویں آیت اعمال ۲۴: ۷

" اورچاہا کہ اپنی شریعت کے موافق اس کی عدالت کریں پر لوسیاس سردار کے بڑی زبردستی کے ساتھ اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین لیا گیا اوراس کے مدعیوں کوحکم دیاکہ تیرے پاس جائیں"(پُرانااردوترجمہ)۔

اعمال ۲۴: ۶ کےآخرمیں یہودیوں کےیہ الفاظ منقول ہیں" اورہم نے اُسے پکڑا۔ اوراس کے آگے آیت ۸ میں یوں لکھا ہے" اسی سے تحقیق کرکے توآپ ان سب باتوں کودریافت کرسکتاہے جن کا ہم ان پر الزام لگاتے ہیں"(اعمال ۲۳: ۲۷) میں لوسیاس کے یہ الفاظ مندرج ہیں کہ" اس شخص کویہودیوں نے پکڑکرمارڈالنا چاہا مگرجب مجھے معلوم ہوا کہ رومی ہے توفوج سمیت چڑھ گیا اورچھڑالایا"اور۲۳: ۳۰ میں یہ کہ اس کے مدعیوں کوبھی حکم دے دیاہے کہ تیرے سامنے اس پر دعویٰ کریں"پس اعمال ۲۳: ۲۷، ۳۰ کی بنا پر ان واقعات کے بیان کی تکمیل کے لئے اعمال ۲۴: ۶ کے حاشیہ پریہ الفاظ لکھے گئے جوبعدکو متن میں راہ پاگئے۔ مگریہ الفاظ زیادہ قدیم نسخوں یعنی وٹیکن اورسینا میں اور زیادہ پُرانے ترجموں میں موجودنہیں

پندرھویں آیت اعمال ۲۸: ۲۹

" جب اس نے یہ باتیں کہیں تھیں یہودی آپس میں بحث کرتے چلے گئے"(پُرانا اردوترجمہ)۔

اعمال ۲۸: ۲۴ سے معلوم ہوتاہے کہ بعض یہودیوں نے پولوس کی باتوں کو مان لیا۔ اوربعض نے نہ مانا اور۲۸: ۲۵ میں یہ لکھا ہے کہ" جب آپس میں متفق نہ ہوئے توپولوس کے اس ایك بات کہنے پر رخصت ہوئے " اس سے آگے پولوس کا وہ قول مندرج ہے جس کے کہنے پریہودی رخصت ہوئے مگرپھراس کے بعد یہودیوں کے رخصت ہونے کا ذکر مذکورنہیں پس اسی امر کی توضیح کیلئے پولوس کی باتوں پر یہودی آپس میں متفق نہ ہونے کی وجہ سے بحث کرتے ہوئے رخصت ہوئے (جیساکہ آیت ۲۴، ۲۵ سے ظاہر ہے)

یہ الفاظ حاشیہ پر لکھے گئے اورالفاظ" یہ باتیں کہیں تھیں" خود اس امر کا یقینی ثبوت پیش کرتے ہیں کہ یہ اعمال کی کتاب کے متن سے (جس کولوقاچشم دید گواہ نے قلمبند کیا) جداگانہ اورزمانہ مابعد کے ہیں اورمعتبر شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصل متن کے الفاظ نہیں ۔ چنانچہ نسخہ وٹیکن اورسینا اورزیادہ پُرانے ترجموں میں یہ الفاظ موجود نہیں۔

سولھویں آیت رومیوں ۱۶: ۲۴

ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم سب کے ساتھ ہوئے" (پُرانا اردو ترجمہ)

یہ الفاظ رومیوں ۱۶: ۲۰ کے آخر میں موجود ہیں اورپانچویں صدی کے نسخہ بیزا اورلاطینی ترجموں میں توآیت ۲۳ کے بعد پائے جاتے ہیں مگر زیادہ پُرانے نسخوں مثلاً وٹیکن ، سینا ،سکندریہ اورافرائیمی وغیرہ میں رومیوں ۱۶: ۲۰ کے آخر میں اورزمانہ مابعد کے نسخوں میں دونومقاموں میں پس معتبر شہادتوں کی بنا پرثابت ہوتا ہے کہ دراصل یہ الفاظ رومیوں ۱۶: ۲۰ کے آخر میں ہی ہیں اوررومیوں ۱۶: ۲۳ کے آگے غلطی سے لکھے گئے اورآیات کے نمبر لگاتے وقت یہ جداگانہ آیت قراردی گئی ۔

سترھویں آیت ۱یوحنا ۵: ۷

"کہ تین ہیں جو (آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اورکلام اورروح القدس اوریہ تینوں ایک ہیں اورتین ہیں جو زمین پر) گواہی دیتے ہیں" (پُرانا اردو ترجمہ)۔

اس آیت کا وہ حصہ جوخطوط وحدانی میں ہے موجودہ ترجمے میں پایا نہیں جاتا۔ اب ان الفاظ کو جوخطوط وحدانی سے باہر ہیں آیت ۸ کے شروع میں لکھا گیا ہے اوروہ آیت یوں ہے" اورگواہی دینے والے تین ہیں روح اور پانی اورخون یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں اس سے آگے یعنی آیت ۹ میں لکھا ہے کہ" جب ہم آدمیوں کی گواہی قبول کرلیتے ہیں توخدا کی گواہی تواس سے بڑھ کر ہے" اس لئے حاشیہ پرخدا کی گواہی کوتین یعنی روح اورپانی اورخون کے بالمقابل اقانیم ثلاثہ تشریح کے ساتھ بیان کیاگیا ۔ اوریہ بیان غیر انجیلی نہیں۔ چنانچہ متی ۲۸: ۱۹۔ ۲کرنتھیوں ۱۳: ۱۴۔ یہوداہ ۲۰، ۲۱ آیت ۔ ۱یوحنا ۱: ۱تا ۳۔ عبرانی ۱: ۲، ۳ ۔ یوحنا ۱: ۱ تا ۴ ، ۱۴

۔مکاشفہ ۱۹: ۱۳۔ وغیرہ مقامات میں باپ ،کلام اورروح القدس کاذکر نہایت صراحت کے ساتھ مذکور ہے اوراس آیت کو متن سے نکال دینا ہی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ کتاب مقدس میں تحریف بالعمد کبھی نہیں ہوئی بلکہ برعکس اس کے اسی سے مسیحی ایسے دیانتدارثابت ہوتے ہیں کہ جب انہیں یہ معلوم ہوگیا کہ یہ الفاظ متن کاحصہ نہیں تواگرچہ یہ الفاظ ثالوث فی الواحد کے عقیدہ کے مصدق وموید تھے توبھی مسئلہ تثلیث فی التوحید کے معتقدین نے ہی ان کو متن سے خارج کردیا نیز جس کاتب نے اس کو پہلے حاشیہ سے متن میں داخل کیا اس کوبھی ان الفاظ نے جزومتن ہونے کے متعلق شک تھا۔ اس لئے یہ الفاظ خطوط وجدانی میں لکھے گئے اوریہ الفاظ کسی قدیم نسخے میں پائے نہیں جاتے۔ نہ نسخہ وٹیکن میں اورنہ ہی سینا ، سکندریہ ،افرائیمی اوربیزاوغیرہ نسخوں میں۔

اگرچہ یہ مضمون اس قدروسیع ہے کہ اس کا بخوبی شرح وبسط کے ساتھ بیان لکھنے کےلئے ایک ضیغم کتاب درکارہے تاہم جوتھوڑا سا بنظر اختصارہم یہاں لکھ چکے ہیں اس کوبھی غورِوانصاف کی نظر سے بحیثیت مجموعی مطالعہ کرلینے کے بعد کوئی حق پسند اورمنصف مزاج یہ نہ کہہ سکیگا کہ " انجیل میں روزمرہ کتربیونت ہوتی رہتی ہے یہ دراصل تحریف ہے" اورپس یہ انجیل نویسوں کی غلطی ہے" لیکن اگراس کوبغورپڑھ چکنے کے بعدبھی کوئی شخص حق وانصاف کی طرف سے آنکھیں موندھ کرکلام مقدس کو محرف کہنے پر ہی اصرارکرے تو اسے منصف حقیقی کے حضور جوابدہی کرنی پڑیگی" وما علینا الا ابلاغ " اورپھر ہم مقدس رسول کی اس نصیحت پرکاربند ہونگے کہ " بیوقوفی اورنادانی کی حجتوں سے کنارہ کروکیونکہ توجانتا ہے کہ ان سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اورمناسب نہیں کہ خداکا بندہ جھگڑا کرے" (۲تیمطاؤس ۲: ۲۳، ۲۴)۔" ایک دوبارنصحیت کرکے بدعتی شخص سے کنارہ کر" (طیطس ۳: ۱۰)۔" وہ مغرور ہے اورکچھ نہیں جانتا بدگوئیاں اوربدگمانیاں اوراُن آدمیوں میں رد وبدل پیداہوتا ہے جن کی عقل بگڑگئی ہے"(۲تیمطاؤس ۶: ۴، ۵)۔